مولانا قاضی فضل اللہ، شمالی امریکہ

ختم نبوت اور قادیانیت

یہ مسئلہ آخر ہے کیا؟

پاکستان میں آئے دن ختم نبوت اور ناموس رسالت کے حوالے سے کوئی نہ کوئی غلغلہ برپا ہو جاتا ہے، یا برپا کیا جاتا ہے اور پھر بحث شروع ہو جاتا ہے۔ایک جانب وہ مسلمان ہوتے ہیں جوان مسئلوں کے حوالے سے بہت حساس واقع ہوئے ہیں اور ہونا بھی چاہیئے وہ پھر اپنے آپ پر قابو نہیں پاسکتے۔دوسری جانب وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہیں تو مسلمان لیکن اسلام اور اس کے مبادیات کے حوالے سے اور اس کے تقاضوں کے حوالے سے ان کا علم واجبی ہوتا ہے اگر ان کو بات کی سمجھ آجائے یا ان کو جذباتیت سے باہر ہو کے سمجھایا جائے تو شاید وہ ان سیدھے سادے مسلمانوں کے مقابلے میں اس حساس مسئلے پر زیادہ ایمانی غیرت کا مظاہرہ کریں۔وہ عصری تعلیمی اداروں کے پڑھے ہوئے ہیں انہیں پڑھایا بھی گیا ہے انسانی حقوق ،مساوات اور اقلیتوں کے حقوق اور وہ خود دلچسپی بھی اس میں لیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ کیا یہ تصورات امتیازی نہیں ہیں؟ دوسری جانب وہ سیدھے سادے اور عقیدت ومحبت رکھنے والے مسلمان جذباتی ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اسی ماحول میں کسی کا خون بھی ہو جاتا ہے۔ہاں! کچھ ایسے لوگ بھی ہونگے جن کی ترجیحات مختلف ہونگی یعنی مثلاً ان کی اولین ترجیح ہوگی مروجہ سیاست یا مغربی دنیا سے تعلقات یا مفادات حاصل کرنا حالانکہ وہ نماز بھی پڑھتے ہیں ،روزے بھی رکھتے ہیں ،حج وعمرہ پر بھی جاتے ہیں ،صدقات وزکاۃ بھی دیتے ہیں تو آئیں دیکھتے ہیں ختم نبوت کیا ہے؟

ختم نبوت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اشرف الخلوقات بنایا اس حد تک کہ راجح مسلک یہ ہے کہ نوع انسانی نوع ملک سے افضل ہے کہ فرشتے مکلّف نہیں وہ تو امور سرانجام دیتے ہیں فطری اور تکوینی طور پر وہ عصیان تو نہیں کر سکتے ”لا یعصون اللہ ماامرھم ویفعلون مایؤمرون“وہ نافرمانی نہیں کرسکتے اللہ کی اس میں جس کا کہ اس نے انہیں حکم دیا ہے اور کرتے ہیں وہ جس کا کہ انہیں حکم دیا گیا

ہے۔امام شعبیؒ نے فرمایا کہ اطاعت و بندگی ان کی فطرت ہے ایسی جیسے کہ سانس لینا ہماری فطرت ہے۔ اب انسان چاہے بھی کہ سانس نہ لے وہ ایسا کر نہیں سکتا کہ یوں اس کا وجود اور اس کی زندگی ختم ہوجائے گی۔جبکہ انسان کو اللہ نے عقل وشہوت کا مرقع بنا کر اس کے اندر ہی اندر ایک مقابلے اور کھینچا تانی کا ماحول پیدا کر کے اسے احکام اور شریعت کا مکلّف بنایا اور یوں اس کو امتحان میں ڈال دیا اور امتحان ہی سے کامیابیاں اور درجات ملتی ہیں کہ وہ اپنے اختیارات سے یا تو شہوات کا راستہ لے لیتا ہے یا پھر عقل کا۔اول الذکر غالب ہو تو ناکامی اور مؤخرالذکر غالب ہو تو کامیابی اور کامرانی۔اسے سُدھانے اور سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل بھجوائے اور انہیں کامیابی کے راستے دکھلائے اور ناکامی کے راستوں سے بھی ان کو روشناس کرایا۔چونکہ اس انسان سے مطلوب ہے خدا سے ملنا۔یہ کیسے اس سے ملے گا اور اس ملنے کے حوالے سے کتنے اور کیسے کیسے درجات حاصل کریگا؟ چونکہ انسانی تعلیم وتربیت ایک جاری وساری عمل ہے اور فطرت ارتقائی ہے لہٰذا یہ تعلیم وتربیت بھی ارتقائی ہے۔یہ تعلیم وتربیت ان کے ہاں وحی اور دین کی شکل میں آئی اور اسے انبیاء کرام علیہم السلام لے آئے۔ان انبیاء کرامؑ نے اپنے اپنے وقت میں جس میں اسے بھجوایا گیا تھا وہاں کے انسانوں کی تعلیم وتربیت کی اور متعلقہ اوقات اور متعلقہ اوطان وقبائل میں جن جن نے ان کی تعلیم وتربیت کو اپنایا وہ کامیاب رہے اور ان کو اللہ کے ہاں درجات بھی ملے۔

اب اس دنیا میں جو حادث اور فانی ہے اور اس میں ہر چیز جو شروع ہوئی تو کمال کی طرف سفر شروع کی اور کمال پر پہنچ کر ختم بھی ہوئی۔نبوت کا عمل شروع ہوا،حضرت آدم علیہ السلام سے اور کمال کی طرف سفر کر کر کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا گیا تا قیامت ساری دنیا کے لئے یہ ایک عقلی اور منطقی امر ہے۔

ختم نبوت کے بعد دعویٰ نبوت ایک جرم

اب جب نبوت اور انبیاء کا آنا ختم ہوا بایں معنی کہ اپنے کمال کو جا پہنچا۔اس کے بعد کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ غیر منطقی اور غیر عقلی ہے کہ ایک کام اپنے کمال تک جا پہنچا ہے اس کی تکمیل ہوئی ہے تو اب یہ کیا ہے؟ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم النبیین (انبیاء کی مہر) کہا گیا۔اور یہ بات پوری دنیا میں ایک مسلّم اصول کے طور پر مانی گئی ہے کہ کسی سربمہر لفافہ کو توڑنا جرم ہے اور مجرم کیلئے سزا ہے۔ کسی مکتوب پر مہر لگ گئی اور اس مہر کے بعد نیچے کسی نے کچھ لکھ لیا تو یہ فرجری (Forgery) اور فراڈ ہے

اور وہ بھی جرم ہے خصوصاً اگر وہ مکتوب ریاست کے اُساس اور اُساسی تصور کے متعلق ہو تو وہ تو پھر غدر ہے اور اس کی سزا ہر جگہ اور ہر وقت میں موت ہی ہے۔اب قرآن اور اسلام کے اس واضح تصور اور عقیدہ کے خلاف کسی کا دعویٰ ہو تو وہ جیسے ایک ریاست کے وجود کو چیلنج کرتا ہوا اور وہ بھی غدر ہے اور یہ اس تصور اور عقیدے کی توہین ہے اور چونکہ وہ تصور وعقیدہ اُساس اور اُساسی ہے تو یہ تو ریاست کی بنیاد کو کھودنا اور اسے ڈھانا ہے۔اب ایک ریاست جس کے جغرافیائی حدود ہوتے ہیں اس کے حوالے سے ایسا کرنا جرم اور غدر ہے تو اسلام جس کو آپ سمجھنے سمجھانے کے لئے ایک ریاست سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو اپنے نظریاتی بنیاد اور نظریاتی حدود رکھتا ہے اس نظریاتی بنیاد کو کوئی ڈھانے کی سازش کرے یا ان نظریاتی حدود پر حملہ آور ہو تو یہ تو اس جغرافیائی ریاست کے خلاف سازش سے بھی بڑھ کر جرم ہے۔

دعویٰ نبوت ایک غدر اور غدر کی سزا موت

اب جو لوگ ایک ریاست میں پیدا ہوتے ہیں وہ تو پیدائشی طور پر اس ریاست کے شہری اور وفادار سمجھے جاتے ہیں ان سے وفاداری کے اظہار یا حلف کا تقاضا نہیں کیا جاتا الا آنکہ وہ کوئی ایسی حرکت کرے جس سے کہ اسکی وفاداری پر زد پڑے تو اسے پھر عدالت میں لایا جاتا ہے اگر وہ ثابت کرے کہ میرا تو ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا تو عدالت پر موقوف ہوتا ہے کہ اس سے کس قسم کی یقین دہانی یا توضیح و وضاحت طلب کرتی ہے جو اس کی وفاداری ثابت کرے وگرنہ پھر تو اسے سزا ملتی ہے۔ہاں! ایک پیدائشی شہری جب کسی ذمہ دار منصب پر آتا ہے تو پھر اس سے حلف لیا جاتا ہے تاکہ وہ اس منصب کے اسرار کو بھی راز میں رکھے اور اس منصب کے حوالے سے ملک و ریاست کے لئے مضر ثابت نہ ہو کہ حلف کے بعد اگر اس پر ایسی کوئی خیانت ثابت ہوتی ہے تو اسکی گرفت کی جاتی ہے کہ حلف اٹھانے کے باوجود یہ غدر اور یہ خیانت اور یہ پرجری (Pergury) ہے اور ریاست کے معاملات میں غدر ہے اور غدر کی سزا تو معلوم ہے۔

نظریہ کے غدار ریاست میں کسی منصب کے اہل نہیں

اگر نظریہ سے وفاداری نہ ہو تو متعلقہ بندے کو نظریہ کا نگران ونگہبان نہیں بنایا جاسکتا کہ اس کا تو اس چیز پر عقیدہ ہی نہیں اور اگر ریاست سے وفاداری نہ ہو تو اسے ریاست کے حساس معاملات کا نہ تو نگران مقرر کیا جاسکتا ہے اور نہ اسے رازداری میں شریک کیا جاسکتا ہے کہ وہ نگرانی کیسے کرے گا؟ یا راز کو راز کیسے رکھے گا؟ کہ اس کی تو اس ریاست اور اس کے مفادات کے ساتھ وفاداری اور کمیٹمنٹ

نہیں بلکہ اس سے تو عین متوقع ہے کہ وہ ریاست کے لئے مضر ہی ہوگا۔تو کیا کوئی ذی عقل ایسے بندے کواس قسم کی ذمہ داریاں دے گا؟ پھر خاص کر جب اس ریاست سے ان کی نفرت بھی عیاں ہو گیا ہواور وہ اس کے خلاف دنیاجہاں میں ڈھنڈوراپیٹتے ہوں کہ ہمارے ساتھ ظلم ہورہاہے اور ہمارے بنیادی حقوق اورمذہبی حقوق سلب کیے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔اور باہر کی دنیا کوایک ہتھیارمل جاتاہے اوروہ پھر اس پروپیگنڈے کواوراس قسم کے لوگوں کواس ریاست کے خلاف استعمال کرتی ہے۔جب کہ اب تومغرب میں پناہ ملنے کے لئے یہ حربے روزمرہ کے معمول بن چکے ہیں کہ مسلمانوں سے لڑپڑو تاکہ وہ تم پرحملہ آورہوں اور پھراسے مذہبی رنگ دے کرمغرب سے پناہ طلب کرویامقدس ہستیوں کے متعلق ہفوات بکوتاکہ تم پرکیس بنے اوریوں ایک بارپھرتمہیں پناہ لینے کامیدان نصیب ہو۔خاکم بدہن کینڈامیں توایسے مسلمان بھی آئے ہیں جواپنے آپ کوقادیانی ظاہرکرکے پناہ لے چکے ہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اوراب ہمارے جان کوخطرہ ہے۔

مسلم ریاست پرغیرمسلم کی حقوق اورحیثیت

اب یہ بات کہ ایک مسلمان ریاست میں ایک غیرمسلم کی حیثیت اورحقوق کیا ہیں؟وہ تو معلوم اورثابت ہیں اور پاکستان میں ہندو،سکھ،عیسائی اور پارسی وغیرہ کوبھی اس حوالے سے کوئی اعتراض نہیں رہابلکہ آج کے پاکستان میں تووہ اسمبلی اور پارلیمنٹ کے لئے عام سیٹوں پربھی کھڑے ہوتے ہیں اور ان کیلئے ریزروسیٹ بھی ہیں گویاان کوایک گونہ زیادہ حق حاصل ہے کیونکہ مسلمانوں کے لئے بحیثیت مسلمان کوئی ریزروسیٹ نہیں۔

قادیانی اورآئین پاکستان

اب بات ہے قادیانیوں کی توان کامسئلہ ذرادوسری نوعیت کاہے اوروہ یوں کہ ساری دنیاکے مسلمان انہیں مسلمان نہیں سمجھتے اورنہ مانتے ہیں کہ دین سے انکاراوراس طرح دین کے قطعیات میں سے کسی ایک سے بھی انکاردونوں کفرہیں اوروہ ختم نبوت جوایک قطعی عقیدہ اورعقل ونقل دونوں سے ثابت ہے،قرآن وحدیث اوراجماع سے ثابت ہے۔ان کے غیرمسلم ہونے پرتودنیاکے مسلمانوں کے دونوں گروہ شیعہ سنی کابھی کوئی اختلاف نہیں نہ اس میں مقلدوغیرمقلدکاکوئی اختلاف ہے اورآئین پاکستان نے بھی ان کوغیرمسلم قراردیاہےاوران کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت بھی دی ہے حتی کہ ان کے لئے ان ریزروسیٹ پرالیکشن لڑنے کاحق بھی ہے لیکن وہ اس آئین کوماننے کے لئے تیارنہیں اوریوں

آئین نہ مان کر غدر کا ارتکاب کررہے ہیں اس کا حلف اٹھانے کے لئے تیار نہیں کہ یوں تو وہ تسلیم کرجائیں گے کہ وہ غیر مسلم ہیں جبکہ وہ تو صرف مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور جو اس کو نبی نہ مانے ان کو کافر سمجھتے ہیں۔یوں ان کے نزدیک پاکستان میں ان کے علاوہ سب غیر مسلم ہیں تو یوں تو یہ غیر مسلموں کی ریاست ہوئی اور غیر مسلموں کی ریاست تو اسلامک ری پبلک نہیں ہوتی بلکہ صرف ری پبلک ہوتی ہے۔یعنی وہ تو اس کے اُساس، نام اور شناخت سب پر ضرب لگاتے ہیں اور اس سے انکاری ہیں۔اب آئین سے انکار کرنے والوں کو حساس مناصب تو نہیں دیے جاسکتے یہ نہ امتیاز ہے اور نہ ناانصافی ہے۔امریکہ جیسے جمہوری ملک میں بھی جو بندہ پیدائشی طور پر امریکی نہ ہوا گرچہ وہ شہری بن چکا ہو اور اس کے شہری ہونے پر ساٹھ ستر سال بھی گزرے ہوں وہ صدارتی الیکشن نہیں لڑسکتا وہ اس کیلئے اہل نہیں لیکن کوئی بھی اس پر اعتراض نہیں کرتا ہے۔

قادیانیوں کا دعویٰ اسلام

اب ساری دنیا میں کہتے ہیں کہ ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں وہ اکثریت ہیں۔قادیانی کتنے ہونگے یہ تو لاکھوں میں بھی نہیں۔تو جمہوری اصولوں کے تحت بھی وہی اکثریت کا پلڑا بھاری ہے۔

اب جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ قادیانی مسلمان تو نہیں لیکن دعویٰ اپنے مسلمان ہونے کا کرتے ہیں۔امریکہ میں مختلف امور کے لئے کاغذات جو پُر کیے جاتے ہیں اس میں ایک کالم ہوتا ہے کہ ''کیا تم امریکی سٹیزن یعنی شہری ہو''؟ تو آپ لکھیں کہ نہیں۔پھر اگلا کالم ہے کہ ''کیا آپ نے کبھی امریکی شہری ہونے کا دعویٰ کیا ہے''؟ اب اگر آپ نے کہیں دعویٰ کیا ہو جبکہ آپ ہیں نہیں اور اس کالم میں آپ نے لکھا ''نہیں'' یا لکھا ''ہاں'' تو ہر دو صورت میں آپ نے جھوٹ بولا کہ آپ نے اس چیز کا دعویٰ کیا ہے جو آپ ہیں نہیں تو آپ خود بخود نااہل ہو جاتے ہیں۔

دنیوی امور میں جھوٹ کی سزا

اب قادیانی جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ وہ ہیں نہیں تو ان اصولوں کے تحت تو وہ خود بخود نااہل ہو چکا کہ ایسی چیز کا دعویٰ کیا ہے جو کہ وہ ہے نہیں۔جھوٹ اور دھوکہ دہی سے کوئی غیر پاکستانی قومی شناختی کارڈ بنوائے اور پکڑا جائے تو صرف اس کو نہیں بلکہ نادرا کے متعلقہ اہل کاروں کو بھی سزا ہوتی ہے، یہ شناخت کی چوری ہے،اب دھوکہ دہی سے اور جھوٹ سے خود کو مسلمان کہنا عقیدے کی چوری ہے۔عقیدہ اہم ہے یا قومی شناخت؟اس دھوکہ دہی پر تو سزا ہونی چاہیے اور قانون

میں ہے بھی۔اب بزعم خویش بعض قانون دان اور آئینی ماہرین کیسے اس مسئلے میں انکے نمائندے بن جاتے ہیں یعنی یا تو وہ آئین وقانون اور اسکے تقاضے جانتے نہیں یا پھر دیدہ دلیری کرتے ہیں اور دشمنی خدا اور رسول سے مول لیتے ہیں اللھم احفظنا پھر اہم مناصب کیلئے جن کے پاس دوہری شہریت ہے وہ مسلمان بھی ہیں کتنوں کو کورٹ نے نااہل قرار دیا اور ان کو ڈی سیٹ کر دیا۔کسی نے کاغذات نامزدگی میں جھوٹی ڈگری کا دعویٰ کیا ان کو نااہل کر دیا گیا۔اب جو جھوٹے اسلام کا دعویٰ کرے تو صرف یہی اصل ان کو متوجہ کرے تو کیا پھر ان کی اہلیت رہتی ہے؟ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو زیادہ وسیع النظر ثابت کرنے کے لئے ان کے مفت کے وکیل بن جاتے ہیں حالانکہ صرف سیاسی اختلاف پر ہم مخالف لیڈر کو نااہل کرنے پر اور جیل بھجوانے پر کتنا خوش ہوتے ہیں حالانکہ اس نے ڈگری کا جھوٹ بولا ہوگا، اثاثوں میں جھوٹ بولا ہوگا یا کرپشن کی ہوگی یہ سارے دنیوی امور و معاملات ہیں۔

دینی امور میں جھوٹ کی سزا

اب جو عقیدے میں جھوٹ بولے بلکہ ان جیسا عقیدہ نہ رکھنے والوں کو کافر سمجھیں ہم مفت میں ان کے نمائندے کیسے بنتے ہیں؟ شاید اثاثوں، ڈگریوں اور اموال کا مسئلہ دین اور عقیدے سے زیادہ اہم ہے؟ یا یہ کہ ہمارا اپنا لیڈر معاذ اللہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اہم ہوگیا کہ اس کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے اس کے مخالف لیڈر کو حکومت سے چلتا اور نااہل کروا کے تو ہم خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت وناموس کے مخالف کی نااہلیت پر ہم فوراً انسان بن کر انسانی حقوق کے وکیل بن جاتے ہیں۔سوچ کا مقام ہے......

کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالب شرم تم کو مگر نہیں آتی

آج ہی وہ آئین کے حلف کا دم بھرے تو ان کو ان کی اہلیت کے اُساس پر ذمہ داری دینے سے کیا فرق پڑتا ہے جبکہ دوسرے غیر مسلم بھی تو اہم عہدوں پر فائز ہیں۔

ظفر اللہ کی وزارت کی وضاحت

رہی بات سر ظفر اللہ کی تو ایک تو اس وقت ملک نیا نیا بنا تھا اور کچھ لوگ قائداعظم کو میراث میں ملے تھے۔فضائیہ کا سربراہ بھی ایک عیسائی تھا، اقلیتی امور کا وزیر جوگندر ناتھ منڈل ہندو تھا۔اور پھر یہ کہ اس وقت اسلامی حوالے سے تو قادیانی غیر مسلم تھے لیکن آئینی طور پر نہیں تھے اور وہاں ان پر کوئی آئینی قدغن تھی نہیں وہاں تو آئین ہی نہیں تھا بلکہ 1935 کا انڈی پنڈنس ایکٹ تھا تو کیا اب اس ایکٹ کو بھی واپس لا کر نافذ

کیا جائے کہ قائداعظم نے تو ملک وحکومت دونوں اس کے اُساس پر بنائے تھے۔لیکن پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہی وزیرخارجہ قائداعظم کا جنازہ (جوحضرت شیخ الاسلام مولانا شبیراحمد عثمانی صاحبؒ پڑھارہے تھے کہ قائداعظم نے اس کی وصیت کی تھی ۔قائداعظم نے پاکستان کا جھنڈا بھی مغربی پاکستان میں مولانا شبیراحمد عثمانی صاحبؒ سے اور مشرقی پاکستان میں مولانا ظفراحمد عثمانی صاحبؒ سے لہرایا تھا یہ ہردو دیوبند کے تابندہ ستارے تھے ۔قائداعظم نے گویا اپنی سیاسی حیات جواس نے پاکستان کی شکل میں حاصل کیا تھا وہ بھی اس عالم سے شروع کروائی اور جب وفات پاگئے تو اپنے جنازے کیلئے بھی اس کا انتخاب کیا۔) بہر تقدیر سرظفراللہ نے جنازہ میں شرکت نہیں کی۔کسی نے پوچھا کہ کیوں؟ تو کہا کہ مجھے ایک مسلمان حکومت کا غیرمسلم وزیریا ایک غیرمسلم حکومت وریاست کا مسلمان وزیر سمجھیں۔اب یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کیا سرظفراللہ مسلمان تھے؟ تو پھر تو جناح صاحب کی پوری حکومت بشمول اس کے غیرمسلم ہو گئے (معاذاللہ) یا اگر یہ حکومت اور جناح صاحب مسلمان تھے تو سرظفراللہ نے تو خود اپنے آپ کو غیرمسلم ڈکلئیر کردیا۔

اٹارنی جنرل کی بات کا جواب

پاکستان کے اٹارنی جنرل نے ٹی وی پر کہا ’’کہ یہ کسی کو حق نہیں کہ کسی کو غیرمسلم کہے۔‘‘ حالانکہ بات یہ ہونی چاہیے تھی کہ ’’یہ کسی کو حق نہیں کہ کسی مسلمان کو غیرمسلم کہے۔‘‘ کیا ہم ہندو کو غیرمسلم نہیں کہتے اور چلو بطور مثال اس کو مسلمان کہہ کر پکارو تو وہ غصہ ہو جائے گا یہ مسئلہ عقیدے کا ہے کسی کے کہنے نہ کہنے کا نہیں۔بلکہ اس سے قبل ایک وزیر نے کہا کہ ’’قادیانیوں کے مسلمان اور غیرمسلم ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔‘‘

کون سے علماء ہیں جن کا اختلاف ہے؟ یہ حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا اور مسلمانوں کے عقیدے سے کھلواڑ کرنا ہے اور یہ لوگ یہ صرف اپنے منصب ومفاد کیلئے کرتے ہیں یا جہالت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔اب وہ وزیر تو وزیر تھا کہتے ہیں کہ وکیل بھی ہوگا لیکن اٹارنی جنرل واہ واہ اور پھر حاضر وزیر اطلاعات جو منہ سے آگ نکالتا ہے کہتے ہیں وہ بھی وکیل ہی ہونگے ،کہا کہ اس کو اقتصادی کونسل کا ممبر لگایا ہے نہ کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر، مسئلہ یہ نہیں بلکہ مسئلہ ہے آئین کا،اس کو تسلیم کرنے کا اور یوں مسئلہ آئین وملک سے وفاداری کا ہے حادثاتی طور پر وہ پاکستان میں پیدا تو ہوا ہے لیکن جب اس کے آئین کو نہیں تسلیم کرتا تو ایسے غدارانِ آئین کو کیوں ہم کسی عہدہ اور منصب پر فائز کرسکیں۔

آئین کے وفادار پر کوئی اعتراض نہیں

کسی سکھ، ہندو، عیسائی ،پارسی کو جو اس ملک کا باسی ،وفادار اور آئین کا پاسدار ہے کون ہے

جو اس پر اعتراض کرے گا۔ پیپلز پارٹی کے دور 1993 ...... 1996 میں جب میں بھی اسمبلی میں تھا تو ایک قادیانی کو صوبہ سندھ کا چیف سیکرٹری لگایا گیا، علماء نے احتجاج کیا۔ اس وقت کے صدر مملکت فاروق لغاری صاحب مرحوم نے علماء کے ایک جماعت کو بلایا یعنی جو اسمبلی میں تھے جو بمشکل تین چار تھے میں بھی اس میں شامل تھا۔ چونکہ لغاری صاحب کی والدہ اور اہلیہ دونوں ہمارے علاقے کے ایک معزز خاندان سے ہیں اور یوں اس کے ساتھ تعلق تھا تو اس نے ذاتی طور پر مجھ سے کہا کہ بلوچستان میں جمعیۃ علماء اسلام حکومت میں ہے اور وہاں تو چیف سیکرٹری ایک ہندو ہے، عیسائی ہے صاحب! آپ لوگوں نے تو کبھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ جب میں نے یہ آئینی بات ذرا کھل کے رکھ دی تو اس نے کہا کہ اب بات ذہن میں آگئی عام طور پر تو ہم لوگ آپ مولویوں کو ایسے جذباتی سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا لغاری صاحب ایسا نہیں ہے ہمارا پروفائل کچھ لوگوں نے خراب کر دیا ہے ورنہ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اپنی عاقبت خراب کر دیں بلکہ بات کی بنیاد ہے اور بہت ہی حساس اور اَساسی ہے۔ بہر صورت یہ بحث تو کئی بار ہو چکا ہے لیکن......

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را گاہے گاہے باز خوان ایں قصہ پارینہ را

مسئلہ کی وضاحت کی ضرورت

مسئلہ چھڑ جاتا ہے تو پھر وضاحت لازمی ہوتی ہے تاکہ مسلمانوں کے ایمان کا خسارہ نہ ہو کہ یہی مسلمان علماء حضرات کو احترام دیتے ہیں ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں صرف اسلئے کہ یہ ہمارے دین اور ایمان کے چوکیدار اور محافظ ہیں لہٰذا وہ بھی اگر مصلحتوں کے شکار ہوں اور مصلحت کیا دو چار دن کی دنیا اور دو چار روپے کے مفادات اور عاقبت گنوا بیٹھے اعاذنا اللہ منہ۔

تو خدارا! ان مسائل کو سیاسیات کی بھینٹ نہ چڑھائیں ورنہ کل قیامت کے دن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس انداز سے کھڑے ہونگے۔ لاہور میں ایک چور (جو عادی چور تھا) اس نے ایک جگہ سے چوری کی بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ یہ کسی مسیحی کا گھر تھا دوسرے دن وہ چوری کا مال لے کر وہی چھوڑ کے آیا۔ کسی نے اس سے کہا کہ یہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ جب مجھے پتہ لگ گیا کہ یہ عیسائی ہے تو ایک فکر لاحق ہوئی کہ کل قیامت کے دن اگر اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری شکایت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لگائی تو کس چہرے سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوں گا اور کیسے آنکھیں ملاؤں گا؟ کہتے ہیں کہ اسی بات نے اس کی زندگی بدل ڈالی اور وہ ایک صالح مسلمان بن گیا۔